۷۸۶ ھو الکل یا معین

رائے بہادر کی نعت

یعنی

جناب رائے بہادر لالہ پارس داس صاحب شاہی خزانچی و آنریری مجسٹریٹ دہلی کا وہ مضمون جو انھوں نے ۱۷ جون ۱۹۲۸ء کی رات کو دس ہزار آدمیوں کے جلسہ کو سنایا۔ اور جو تمام اقوام موجود میں سب سے زیادہ پسند کیا گیا

حسن نظامی دہلوی نے عید میلاد رسول کے جلسوں میں

مفت تقسیم کرنے کیلئے صفر ۱۳۴۷ھ مطابق اگست ۱۹۲۸ء میں شائع کیا

مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی

تعداد طباعت پانچ ہزار

بلا قیمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Acc NO
6608

تمہید رائے بہادر کی نعت

میں نے ایک رسالہ ہندو کی نعت کے نام سے شائع کیا تھا جس میں چودھری دلو رام صاحب کوثری کی نظمیں تھیں۔ مگر یہ رسالہ نظم میں نہیں ہے بلکہ نثر کی نعت ہے۔ اسلیئے اس کا نام رائے بہادر کی نعت رکھا گیا ہے۔ جناب رائے بہادر لالہ پارس داس صاحب کے اجداد شاہان مغلیہ کے زمانہ میں شاہی خزانچی تھے اور اب برٹش گورنمنٹ نے بھی ان کو کئی ضلعوں کا خزانچی مقرر کر رکھا ہے وہ آنریری مجسٹریٹ بھی ہیں اور دہلی کے ممتاز رؤسا میں ان کا شمار ہوتا ہے اگرچہ ان کی عمر ابھی کم ہے اور نوجوان آدمی ہیں مگر انھوں نے طاعون اور انفلوئنزا اور ہیضہ اور فسادات کے زمانہ میں غربا اور پبلک کی ایسی بے تعصبی سے خدمات انجام دیں کہ وہ ہر قوم میں محبوب و ہر دل عزیز ہو گئے۔

رائے بہادر بڑے علم دوست آدمی ہیں انھوں نے فن سراغ رسانی پر ایک کتاب کئی ہزار صفحہ کی لکھی ہے جو اردو زبان میں سب سے اعلیٰ کتاب اس فن میں مانی جاتی ہے۔ اور آئینہ ہمدردی کتاب بھی انھوں نے لکھی ہے۔

وہ اپنے جین مذہب کے بڑے پکے حامی ہیں اور انھوں نے اپنے اصول مذہب کی موافق سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی اس حصہ کو انتخاب کیا ہے جو ان کے جین مت کے موافق تھا۔ چنانچہ ناظرین غور کرنے سے اسکو معلوم کر سکیں گے۔

جب یہ مضمون پڑھا گیا تو دس ہزار ہندو مسلمان سکھ پارسی عیسائی موجود تھے اور یہی مضمون جلسہ کے تمام مضامین سے اعلیٰ رہا تھا۔ اور اس کو تمام اخبارات نے شائع کیا ہے اور متعصب ہندو اخبارات و لیڈر بھی اس مضمون کی تعریف کر رہے ہیں۔ اسلیئے عید میلاد رسول ۱۳۴۲ھ کے جلسوں کے لئے میں اس کو پانچ ہزار کی تعداد میں مفت تقسیم کرتا ہوں۔ امید ہے کہ مسلمان اس مضمون کو خاص توجہ سے پڑھینگے۔

حسن نظامی دہلوی صفر ۱۳۴۲ھ

گوہر سے نہیں دریا خالی پھولوں سے نہیں گلشن خالی
افسوس ہی تجھ پر دستِ طلب اب بھی جو رہے دامن خالی

صاحبان!

میرا عقیدہ ہی، اور غالباً یہ عقیدہ کسی مذہب کے مخالف نہو گا۔ کہ دنیا میں جسقدر مذاہب ہیں اُن کی بنیاد نیکی پر ہے۔ اور وہ صرف اس پاک مقصد پر مبنی ہی کہ نوع انسان دنیا میں امن و آسائش کی زندگی بسر کرے۔ اسی لیئے اگر کوئی شخص مختلف مذاہبِ عالم کے اصول یکجا کرکے ایک دوسرے کا موازنہ کرے تو وہ دیکھے گا کہ اصولی حیثیت سے کوئی مذہب ایک دوسرے سے ذرا بھی اختلاف نہیں رکھتا۔ اسی طرح مختلف مذاہب کے احکام اور ممنوعات پر غور کیا جائے۔ تو ثابت ہوگا کہ اُن میں مطلق اختلاف نہیں ہے۔ مثلاً کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے سچ بولنے، بنی نوع کے ساتھ ہمدردی کرنے اور پاک وسائل سے روزی حاصل کرنے کا حکم نہ دیا ہو۔ اسی طرح کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے جھوٹ، چوری، بدکاری وغیرہ سے نہ روکا ہو۔

جب اصولی حیثیت سے تمام مذاہب نیکی پر مبنی ہیں تو ہر مذہب واجب الاحترام ہے۔ اور جب ہر مذہب واجب الاحترام ہی تو مذہبوں کے بانی اور

وہ مقدس ہستیاں جن کے ذریعہ سے دنیا کی رہنمائی ہوئی ہر انسان کے لیئے بلا اختلاف مذہب و ملّت واجب التعظیم ہونے چاہئیں اس میں شک نہیں کہ ہر مذہب میں کچھ نہ کچھ اختلاف بھی پائے جاتے ہیں لیکن یہ اختلاف فروعی ہیں اور ایسے ہیں کہ اُن سے مفر کی کوئی صورت نہیں۔ ایسی حالت میں کہ ہر قوم اور ہر ملک کچھ مخصوص حالات رکھتا ہے۔ اگر مذہب اُن کے لیئے بعض ایسے فروعی امور تجویز کرے کہ ایک مقام اور ایک قوم کے حالات دوسری قوم اور دوسرے مقام کے لیئے موزوں و مناسب ثابت نہوں تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ جو باتیں ایشیا کے لیئے مناسب ہیں اُن کا یورپ کے لیئے مناسب ہونا ضروری نہیں۔ اور جو باتیں خط استوار کے باشندوں کے لیئے لازمی ہیں وہ قطب شمالی کی مخلوق کے لیے لازمی نہیں کہی جاسکتیں۔ پس ایسے اختلافات جو قومی خصوصیات اور جغرافیائی حالات کے ماتحت ہوں ایک دانشمند اور وسیع النظر انسان کے لیئے قابل توجہ نہیں جب اصولی حیثیت سے ہر مذہب اپنے اندر یکساں خوبیاں رکھتا ہے۔ اور ایک ہی طرح کی نیک ہدایات ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں تو باہم کسی طرح کا تفرقہ اور کسی امتیاز کا موقع نہیں رہتا اور جس طرح یورپ، ایشیا، عرب عجم کے باشندے ہزارہا مقامی اختلافات کے باوجود انسان ہونے میں ایک ہیں اسی طرح مختلف مذاہب کے افراد ہزارہا فروعی

اختلافات رکھنے کے باوصف درحقیقت ایک ہی مذہب رکھتے ہیں۔

جب یک رنگی کا یہ عالم ہے اور دنیا جسے اختلاف کہتی ہے وہ درحقیقت کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تو ہر مذہب اور ہر بانیٔ مذہب کی عزت ایسی ہی ضروری ہے جیسی اپنے مذہب اور اپنے پیشوایان مذہبی کی۔ اور اس حقیقت کو پیش نظر رکھ کر اس مجمع میں اور اس موضوع پر میری لب کشائی کوئی غیر معمولی بات نہیں بلکہ ایک فرض کی ادائیگی ہے جس کی مجھ سے توقع کی جا سکتی ہے۔

حضرت پیغمبر اسلام کے متعلق آپ صاحبان جو کچھ جانتے ہیں میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں جانتا۔ اور اس لئے مشکل ہے کہ میں آپ کے سامنے کوئی نئی بات پیش کروں یا آپ کی معلومات میں کچھ اضافہ کر سکوں حضرت ممدوح کے متعلق میں جو کچھ واقفیت رکھتا ہوں اُس کا بیشتر حصہ آپ صاحبان کی تصانیف پر اور کچھ دیگر اہل مذاہب کی منصفانہ تحریروں پر مبنی ہے۔ اور اس لئے اس خاص موضوع پر آپ کے سامنے میرا کچھ عرض کرنا بالکل گلے بگلستاں آوردن کے مصداق ہے۔

حضرت پیغمبر اسلام کی مقدس زندگی کے جسقدر حالات مجھکو معلوم ہوئے ہیں وہ تمامتر روح کو مسرور اور دل کو فریفتہ کرنے والے ہیں اور وہ صرف کسی ایسی مبارک ہستی سے وابستہ ہو سکتے ہیں جسکو قدرت دنیا کی رہنمائی اور

نوعِ انسانی کی پیشوائی کے لیئے انتخاب کرے۔ آپ کے سوانح زندگی اور حالاتِ خاص اتنے زیادہ ہیں کہ "سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کے لیئے" لیکن میں اس جگہ صرف آپ کے اخلاق اور رحم و شفقت کے متعلق چند الفاظ عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں ایک جینی ہوں اور جینی مذہب تمامتر رحم و شفقت پر مبنی ہے۔ اور اس لیئے خصائلِ انسانی میں یہ صفت مجھے سب سے زیادہ محبوب نظر آتی ہے۔ آپ کی زندگی کے جو حالات معلوم ہوئے ہیں۔ اُن سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ آپ نہایت ہمدرد و شفیق، مہربان خدا ترس اور رحم دل تھے۔ آپ ادنیٰ باتوں میں بھی کسی کی دلآزاری و دل شکنی گوارا نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے خادم جو تمام عمر آپ کی خدمت میں حاضر رہے قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی بات آپ کو ناگوار معلوم ہوئی۔ تو آپ نے مجھ سے کبھی نہیں فرمایا کہ یہ بات تو نے کیوں کی۔ اور اگر حضور کے متعلقین میں سے کسی نے ملامت کی تو فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو۔ تقدیر میں یونہی تھا۔

اگر کوئی شخص آپ کو کسی کام سے روک لیتا تو اُس وقت تک توقف فرماتے جب تک وہ خود نہ چلا جائے۔

اگر آپ کو کسی کی بات بری معلوم ہوتی تھی تو آپ بخیالِ دل شکنی اُس کا نام نہ لیتے بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ایسا کرتے

ہیں۔ اسی طرح جو لفظ آپ کو بُرا معلوم ہوتا تو صراحۃً نہ فرماتے بلکہ اشارۃً کہتے۔

ایک دن ایک دہقانی آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کی چادر کو جو موٹے کنارہ کی تھی۔ اس زور سے جھٹکا دیا کہ چادر کے کنارے کی رگڑ سے گردن مبارک میں نشان پڑ گئے۔ ساتھ ہی اُس نے یہ کہنا شروع کیا کہ اے محمدؐ! خدا کا مال جو تمہارے پاس ہے وہ تمہارا نہیں ہے۔ اُس میں سے ایک بارِ شتر مجھ کو دو۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ مال بیشک خدا کا ہے۔ اور یہ کہہ کر حکم دیا کہ اسے ایک بارِ شتر دیا جائے۔ آپ کی عادت تھی کہ نماز فجر سے فارغ ہو کر اپنے ہر رفیق کا حال پوچھتے تھے اور ہر ایک کے ساتھ مناسب سلوک فرماتے تھے۔

آپ کا ارشاد ہے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا ادب نہ کرے۔

آپ ہر وقت اپنی نگاہ نیچی رکھتے تھے کسی کا عیب دیکھنے یا معلوم کرنے کی کوشش نہ فرماتے۔ اگر اتفاقاً معلوم بھی ہو جاتا تو چشم پوشی فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کو کسی شخص نے راستہ میں روک کر کہا کہ آپ یہاں ٹھیریں مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ پھر وہ شخص چلا گیا اور اُسے یاد نہیں رہا۔ آپ اُسی مقام پر موجود رہے جہاں وہ ٹھہرا گیا تھا۔

یہاں تک کہ دن گذر کر رات آگئی۔ دوسرے دن اتفاق سے وہ شخص پھر اُسی راستہ سے گذرا آپ کو وہاں دیکھ کر اپنی حرکت پر بہت منفعل ہوا۔ اور آپ سے معذرت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ بھول چوک انسان سے ہو ہی جاتی ہے۔

اہل مکہ نے جنھوں نے تیرہ سال تک آپ کو اور آپ کی پیروی کرنے والوں کو سخت ایذائیں اور تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ عبادت کرتے ہوئے آپ پر غلاظتیں پھینکیں۔ ہر قسم کی گستاخیاں کیں۔ آپ کے رفیقوں پر طرح طرح کے ظلم وستم کیئے۔ آپ کو وطن سے بے وطن کر دیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو وہ لوگ آپ کے سامنے لائے گئے۔ اُس وقت اُن کو کامل یقین تھا کہ آج ہماری تمام بدسلوکیوں، شرارتوں اور ظلم وستم کا پورا پورا بدلہ لیا جاویگا آپ نے اُن کی طرف نظر اُٹھا کر فرمایا تم کیا سمجھتے ہو کہ اب میں تمھارے ساتھ کیا کروں گا۔ سب نے گردنیں جھکا کر دبی زبان سے کہا۔ آپ رحم فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا اے اہل مکہ میں تم سے کوئی بدلہ لینا نہیں چاہتا جاؤ تم سب لوگ آزاد ہو۔ خدا تمھارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

جب ایک موقع پر ایک مخالف کے پتھر سے آپ کے دانت شہید ہوئے۔ اور رخساروں سے خون بہنے لگا تو اُسکو آپ پونچھنے لگے اور فرمایا کہ اگر کوئی قطرہ میرے خون کا زمین پر گرا تو اللہ تعالے ان لوگوں

پر عذاب نازل کریگا۔ یہ بات آپ کے رفیقوں پر شاق گذری اور انھوں نے عرض کیا کہ آپ مخالفوں کے حق میں بددعا فرمائیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں بددعا کے لیئے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے دعا کی۔ کہ اے خدا میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ ناواقف ہے۔

ایک دن ایک یہودی نے جس سے آپ نے ایک مقررہ میعاد کے لیئے کچھ قرض لیا تھا۔ میعاد سے تین دن پہلے آ کے سختی کے ساتھ تقاضہ کیا آپ کے کرتہ و چادر کو پکڑ کر کھینچا اور کہا آپ لوگ بڑی دیر لگاتے ہیں۔ لایئے ہماری رقم دلوایئے۔ حضرت عمرؓ وہاں موجود تھے۔ یہودی کی یہ بے ادبی دیکھ کر بے تاب ہو گئے۔ آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اور آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو اس بے ادب کی گردن اڑا دوں۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ اے عمر تمھیں اس وقت مناسب تھا کہ مجھ سے یہ کہتے کہ رقم ادا کر دو۔ اور اسے یہ سمجھاتے کہ انسانیت سے تقاضہ کرو۔ اچھا اگرچہ مدت میں تین دن باقی ہیں لیکن اس کا قرضہ ادا کر دو۔ اور تم نے جو دھمکایا اور ڈرایا ہے اس کے عوض کچھ زیادہ دو۔

آپ کا ارشاد ہے کہ جس کے دل میں نرمی نہیں ہے اس کے دل میں نیکی نہیں ہے۔ خدا نرمی والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اپنے

نرم دل بندوں کو اُن کی نرمی پر جن مہربانیوں سے سرفراز کرتا ہے اُن سے سخت دل لوگ محروم ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسروں کو رنج نہ پہنچے اور مومن وہ ہے جس سے سب کی جان و مال کو امن ہو۔ اسلام میں وہی لوگ داخل ہیں جو نرمی سے بات کرتے ہیں اور تمام ایمان والوں میں افضل وہ ہیں جن کی عادتیں نیک ہیں۔

ایک دفعہ آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ مذہب کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا۔ خوش اخلاقی۔ کسی نے آپ سے پوچھا۔ بہ اعتبار ایمان کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے۔

آپ کا ارشاد ہے تم زمین والوں پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکی میں ڈالے گا۔ اپنے بندوں میں خدا کو سب سے زیادہ پیارا وہ بندہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔

ایک دفعہ مخالفین کی ایک جماعت جنھوں نے مسلمانوں کو سخت ایذائیں دی تھیں۔ قید ہو کر مدینہ میں آئی۔ اُن کی مشکیں باندھ کر ایک خیمہ میں ڈالدیا گیا۔ آپ شب کو اُس خیمہ کے قریب ہی عبادت میں مشغول تھے۔ یکایک اُن کے کراہنے کی آواز آئی۔ آپ اُن کے

پاس گئے اور دریافت کیا کہ کیا تکلیف ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ ہماری مشکیں سخت بندھی ہوئی ہیں۔ آپ نے اُسی وقت سب کی مشکیں کھلوادیں۔ اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ مہربانی اور حُسنِ سُلوک سے پیش آؤ۔

ایک دفعہ آپ کو ایک یہودی عورت نے کھانے میں زہر دیا۔ آپ کو معلوم ہوگیا۔ اور اُس نے اپنے جرم کا اقرار بھی کیا لیکن آپ نے اُسے معاف کر دیا۔ اور سزا نہ دی۔ دنیا کی ہر زبان میں اور مختلف اقوام کے مشاہیر نے آپ کی سوانح عمریاں لکھی ہیں اور آپ کے حالاتِ زندگی پر بحث کی ہے۔ ان غیر جانبدار اشخاص کی بے لوث تحریروں سے آپ کی صداقت کا زبردست ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ مسٹر آرتھر یورپ کے عالی دماغ مورخ نے اپنی کتاب ہسٹری آف اسلام میں لکھا ہے کہ "محمدؐ کے اخلاق نہایت اعلےٰ تھے۔ اُن کی سادگی، اُن کی پرہیزگاری کا تمام محققین کو اعتراف ہے وہ نہایت رحمدل پیغمبر تھے"۔

فرانس کا مشہور مصنف ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے کہ "آپ اپنے نفس پر قادر رہتے۔ آپ کی سادگی اور آپ کا انکسار قابلِ تعریف ہے آپ انتہا درجہ کے رحم دل اور اعلیٰ اخلاق رکھنے والے پیغمبر تھے۔

مسٹر اسٹینلی لین پول یورپ کا نامور محقق اپنی کتاب اسپیچز آف محمدؐ میں لکھتا ہے۔ کہ "آپ نہایت با اخلاق اور رحمدل ریفارمر تھے آپ کی بے ریا خدا پرستی اور عظیم فیاضی مستحق تعریف ہے۔ بیشک آپ ایک مقدس پیغمبر تھے۔

مسٹر ٹامس کارلائل اپنی کتاب ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ میں رقمطراز ہیں کہ "صاف شفاف پاکیزہ روح رکھنے والا محمدؐ دنیوی ہوا و ہوس سے بالکل بے لوث تھا۔ اس کے خیالات نہایت متبرک اور اسکے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے۔"

مشہور مؤرخ مسٹر گبن کا ریمارک ہے کہ ہر انصاف پسند شخص یقین کرنے پر مجبور ہے۔ کہ محمدؐ کی تبلیغ و ہدایت خالص سچائی پر مبنی تھی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ایک پاکباز اور مقدس بزرگ تھے۔

کاؤنٹ ٹالسٹائی روسی محقق اپنی تصنیف برین آف اسلام میں لکھتے ہیں کہ "حضرت محمدؐ ایک اولوالعزم اور مقدس ریفارمر تھے۔ وہ دنیا میں مصلح اعظم بن کر آئے۔ بلاشک وہ سچے پیغمبر، نہایت متواضع، خلیق اور صاحب بصیرت تھے۔

ہندوستان کے بہت سے صاحب نظر منصف مزاج مصنفین نے بھی جن میں سکھ، ہندو، پارسی وغیرہ شامل ہیں۔ آپؐ کی سوانح عمریاں لکھی ہیں

جس سے آپ کی ہر دلعزیزی، صداقت اور بہترین اخلاق کا اندازہ ہوتا ہے
پیغمبر اسلام کی تعلیمات کا جن کا بہترین نمونہ وہ خود تھے اُن کے
پیروی کرنے والوں پر عجیب و غریب اثر ہوا۔ اُن میں فرشتوں کی
سی خصلتیں پیدا ہوگئیں۔ اور انھوں نے رحم و کرم۔ مروّت۔ محبت
اور ایثار و ہمدردی کی ایسی مثالیں قائم کیں جن سے انسان
حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے۔
کہ ایک دفعہ لڑائی میں بہت سے مسلمان زخمی ہوئے۔ وہ ریتلے
میدان میں پڑے ہوئے تھے۔ دھوپ کی شدّت اور پیاس کی
کچھ انتہا نہ تھی۔ ایک شخص ایک پیالہ میں پانی لیکر ایک زخمی کے پاس
پہنچا۔ جو پیاس سے تڑپ رہا تھا۔ اُس نے ہاتھ سے منع کیا۔ اور کہا
کہ وہ دوسرا زخمی چلّا رہا ہے۔ وہ شخص دوسرے زخمی کے پاس
پہنچا۔ لیکن اُس نے بھی پانی پینے سے انکار کیا اور ایک تیسرے زخمی
کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے اُسے پلاؤ۔ یہ شخص جب اُس تیسرے زخمی
کے پاس گیا تو اُس کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ وہ دوڑ کر دوسرے کے پاس
واپس آیا لیکن اس کی جان بھی نکل چکی تھی۔ بھاگ کر پہلے کے پاس
گیا تو دیکھا کہ وہ بھی جان بحق ہو چکا ہے۔ غالباً ایثار و ہمدردی کی
ایسی مثال اور عرب کی پیاس اور پانی کی قیمت کا اندازہ ایک

ہندوستانی کے لیئے ناممکن ہے۔

آپ کی تعلیمات سے لوگوں میں مساوات کا جو جذبہ پیدا ہوا اُس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ بیت المقدس فتح ہونے کے بعد جب خلیفۂ اسلام وہاں جانے لگے تو ایک غلام کو ہمراہ لے لیا یہ آقا و غلام باری باری سے اونٹ پر سوار ہو کر راستہ طے کرتے تھے۔ جب بیت المقدس قریب آیا تو غلام کی باری تھی۔ ہر چند اُس نے انکار کیا۔ لیکن آپ نے اُسے اونٹ پر سوار کر کے مہار بدستور اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ہزارہا اشخاص بیت المقدس میں خلیفۂ اسلام کے منتظر تھے۔ انھوں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ بادشاہ اسلام کون ہے۔ تو اُن کو بتایا گیا کہ یہ بادشاہ ہے جو اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے ہے اور پیوندوں کا لباس پہنے ہوئے ہے۔

جب مسلمانوں نے اسکندریا کو فتح کیا تو وہاں حضرت عیسیٰؑ کی تصویر نصب تھی۔ ایک مسلمان سپاہی کے تیر سے اُس تصویر کی آنکھ خراب ہو گئی۔ عیسائیوں نے مسلمانوں کے سپہ سالار سے اس بات کی شکایت کی اور کہا کہ اس نقصان کا ہم یہ معاوضہ چاہتے ہیں۔ کہ تم اپنے پیغمبر کی تصویر ہم کو دو تاکہ ہم بھی اُس کی آنکھ

پھوڑ دیں۔ سپاہ سالار نے جواب دیا کہ ہمارے پیغمبر کی کوئی تصویر نہیں ہے۔ البتہ ہم لوگ موجود ہیں۔ تم جس کی آنکھ چاہو پھوڑ ڈالو۔ اس بات پر ایک عیسائی رضامند ہو گیا۔ سپہ سالار نے اپنا خنجر اُس کے ہاتھ میں دیا اور اپنی آنکھیں اُس کے سامنے کر دیں جب اُس نے دیکھا کہ خود مسلمانوں کا سپہ سالار اپنی آنکھ پھوڑ ڈالنے کو تیار ہے۔ تو خنجر ہاتھ سے پھینکدیا اور کہا کہ ایسی بے تعصب اور حق پرست قوم سے انتقام لینا رذالت ہے۔"

کیسی بدنصیبی ہے کہ دنیا اس آفتاب اخلاق کی روشنی سے فائدہ نہ اُٹھائے اور ایثار و ہمدردی کی ان مثالوں کو واجب العمل نہ سمجھا جائے۔ اس سے بڑھ کر مسلمان قوم کی کیا خوش قسمتی ہو گی کہ اُسے خدا نے ایسا نیکیٔ مجسم رہنما عطا کیا۔ لیکن اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی بدبختی کیا ہو گی کہ وہ اپنے سچے راہنما کے قدم بقدم نہ چلیں اور اُس کی ہدایتوں پر عمل نہ کریں۔

مجھ کو امید ہے کہ پیغمبر اسلام کے ذکر خیر کے لیئے جو عظیم الشان جلسے منعقد کیے جا رہے ہیں۔ یہ اپنے مقصد میں کامیاب ثابت ہوں گے۔ اور پیغمبر اسلام نے اخلاق و مروت کا جو قیمتی سبق اپنے پیرؤں کو پڑھایا تھا وہ ایک دفعہ اور

دُہرایا جائے گا اور اسلام کی سچی تعلیم جس کا ماحصل امن عامہ اور آسائش بنی نوع کے سوا کچھ نہیں ہے۔ از سرِ نو عمل میں لائی جائے گی +

خاکسار

پارسداس

(رائے بہادر)

خزانچی و آنریری مجسٹریٹ دہلوی

درخواست } جب جلسوں میں یہ مضمون پڑھا جائے تو سننے والے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ بھی اپنے اندر اپنے رسولؐ کی سی رحمدلی اور نیکی پیدا کریں۔

رائے بہادر صاحب نے جس عمدگی سے اور جس نیک دلی سے یہ مضمون لکھا ہے اس کا بھی یہی مقصد ہے کہ مسلمان اور غیر مسلمان اس سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنے اعمال وحالات درست کریں +

حسن نظامی

۳؍ اگست سنہ ۱۹۲۸ء